ماہ رجب کے متعلق

ماہ رجب کے متعلق

اللہ وحدہ قہار کی تعریفات ہیں،اور نبی مختار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی پاکباز آل و اصحاب پر درود و سلام کے بعد:

اس اللہ سبحانہ و تعالی کی تعریف ہےجس کا فرمان ہے:

{ اور تیرا پروردگار جو چاہتا ہے پیدا کرتا اور اختیار کرتا ہے }.

یہاں اختیار کا معنی چن لینا ہے، جو کہ اللہ سبحانہ و تعالی کی وحدانیت و ربوبیت اور اس کی کمال حکمت و علم اور قدرت پر دلالت کرتا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کے چن لینے اور افضلیت دینے میں یہ شامل ہے کہ اللہ تعالی نے بعض ایام اورمہینوں کو بھی چن لیا اور انہیں فضیلت دی ہے، مہینوں میں سے اللہ سبحانہ و تعالی نے چار مہینوں کو حرمت والا مہینہ بنایا اور اختیار کیا ہے.

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{ اللہ سبحانہ و تعالی کے ہاں کتاب اللہ میں مہینوں کی گنتی بارہ ہے، اسی دن سے جب سے آسمان و زمین کو اس نے پیدا کیا ہے، ان میں سےچار حرمت و ادب والے مہینے ہیں، یہی درست دین ہے، تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پرظلم نہ کرو }.

اور یہ مہینے چاند کے طلوع ہونے کی اعتبار سے ہیں کہ سورج کے یعنی قمری ہیں شمسی نہیں، جیسا کہ کفار نے کیا ہوا ہے.

اس آیت میں حرمت والے مہینے مبہم بیان ہوئے ہیں اور ان کے نام کی تحدید نہیں کی گئی، لیکن ان مہینوں کے نام سنت نبویہ میں محدد کیے گئے ہیں.

ابو بکرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطاب فرمایا اور اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

" یقینا وقت اسی دار چل رہا ہے جس حالت میں آسمان و زمین پیدا کرنے کے دن تھا، سال میں بارہ ماہ ہیں، جن میں سے چار ماہ حرمت و ادب والے ہیں، تین تو مسلسل ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں، اور ایك جمادی اور شعبان کے مابین رجب مضر کا مہینہ ہے "

صحیح بخاری کتاب الحج باب الخطبۃ ایام منی حدیث نمبر (1741) صحیح مسلم کتاب القسامۃ باب تحریم الدماء حدیث نمبر (1679).

اسے رجب مضر کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ مضر قبیلے کے لوگ اس ماہ کو تبدیل نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ اسے اسی کے وقت میں ہی رہنے دیتے، لیکن باقی عرب لوگ حرمت والے مہینوں کو اپنی مرضی اور جنگ کی حالت کی بنا پر تبدیل کر لیا کرتے تھے، اور درج ذیل فرمان باری تعالی میں اسے نسئي کے نام سے ذکر کیا گیا ہے:

فرمان باری تعالی ہے:

{ نہیں سوائے اس بات کے کہ مہینوں کو آگے پیچھے کرنا تو کفر کی زیادتی ہے، اس سے وہ لوگ گمراہی میں ڈالے جاتے ہیں جو کافر ہیں، ايك سال تو اسے حلال کر لیتے ہیں، اور ايك اسی کو حرمت والا قرار دے دیتے ہیں، کہ اللہ تعالی نے جو حرمت کر رکھی ہے اس کی گنتی میں موافقت کر لیں }.

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ: اس ماہ کی مضر کی طرف نسبت اس لیے نسبت کی گئی کہ وہ اس ماہ کی حرمت و تعظیم زیادہ کرتے تھے، اس لیے یہ ماہ ان کی طرف منسوب کر دیا گیا.

اس ماہ کی وجہ تسمیہ:

ابن فارس رحمہ اللہ نے " مقاييس اللغۃ (445) " میں کہا ہے کہ:

رجب: راء اور جیم اور باء اس میں کسی چیز کی مدد اور اس کی تقویت پر دلالت کرتے ہیں، اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے رجبت الشئ یعنی اس کی تعظیم کی.... تو اسے رجب اس لیے کہا گیا کہ وہ اس کی تعظیم کرتے تھے، اور شریعت اسلامیہ نے بھی اس کی تعظیم کی " ا ھـ

اہل جاہلیت اس ماہ کو منصل الاسنہ کا نام دیتے یعنی اس میں اسلحہ کو رکھ دیا جاتا اور لڑائی نہیں ہوتی تھی، جیسا کہ درج ذیل حدیث میں وارد ہے:

ابو رجاء العطاردی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

ہم پتھروں کی عبادت کیا کرتے تھے، اور جب ہمیں کوئی اس سے بہتر اور اچھا پتھر مل جاتا تو پہلے کو پھینك کر دوسرا لے لیتے، اور جب ہمیں کوئی پتھر نہ ملتا تو ہم مٹی کی ڈھیری بناتے اور بکری لا کر اس کا دودھ اس ڈھیری پر دھوتے اور پھر اس ڈھیری کا طواف شروع کر دیتے.

اور جب ماہ رجب شروع ہوتا تو ہم کہتے: اسلحہ سے لوہا کھینچ لو، اس لیے جو تیر بھی ہوتا اس کا لوہا اتار لیا جاتا اور رجب کے مہینہ میں نیزہ سے بھی اتار کر رکھ دیا جاتا " اسے امام بخاری نے صحیح بخاری میں روایت کیا ہے.

امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اہل جاہلیت ان حرمت والے مہینوں کی تعظیم کیا کرتے تھے، اور خاص کر رجب کی تعیظیم زیادہ ہوتی، کیونکہ وہ اس میں لڑی نہیں کرتے تھے " اھـ

ـ ماہ رجب حرمت و ادب والا مہینہ ہے:

جن مہینوں کو حرمت کا مقام حاصل ہے، ان میں ماہ رجب بھی ہے، کیونکہ حرمت والے مہینوں میں رجب کا مہینہ بھی شامل ہے ، اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

{ اے ایمان والو تم اللہ تعالی شعائر کی بےحرمتی نہ کرو، اور نہی حرمت والے مہینوں کی }.

یعنی تم اللہ تعالی کی ان حرمتوں کو پامال مت کرو جس کی حرمت و تعظیم کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، اور حرمت پامال کرنے سے منع کیا ہے، لہذا یہ ممانعت و نہی قبیح فعل سرانجام دینے، اور اس اعتقاد رکھنے کو بھی شامل ہوگی.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

{ چنانچہ تم ان میں اپنے آپ پر ظلم مت کرو }.

یعنی ان حرمت والے مہینوں میں، اس آیت میں ضمیر ان حرمت والے چار مہینوں کی طرف لوٹتی ہے، ابن جریر طبری رحمہ اللہ کا یہی کہنا ہے.

اس لیے ان مہینوں میں ان کے مقام و مرتبہ اور حرمت کی قدر کرتے ہوئے معاصی و گناہ سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے اس وقت کو حرمت عطا کی ہے، اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالی نے سابقہ آیت میں اپنے اوپر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے، حالانکہ ـ اپنے آپ پر ظلم کرنا اور گناہ و معاصی تو ـ سب مہینوں میں حرام ہیں.

ـ حرمت والے مہینوں میں لڑائی کرنا حرام ہے:

اللہ سبحانہ و تعالی کا ارشاد ہے:

{ آپ سے حرمت والے مہینوں میں لڑائی کے متعلق پوچھتے ہیں، آپ فرما دیئجے کہ اس میں لڑائی کرنا کبیرہ گناہ ہے }.

جمہور علماء کرام یہ کہتے ہیں کہ حرمت والے مہینوں میں لڑائی کرنا درج ذیل فرمان باری تعالی کے ساتھ منسوخ ہے:

{ اور جب حرمت والے مہینے گزر جائيں تو مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ انہیں قتل کرو }.

اس کے علاوہ دوسرے عمومی دلائل بھی جن میں مشرکوں کو عموما قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے.

اور انہوں نے اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف کے ساتھ ذوالقعدہ میں جنگ کی تھی اور ذوالقعدہ حرمت والے مہینوں میں شامل ہے.

لیکن دوسرے علماء کہتے ہیں کہ: حرمت والے مہینوں میں لڑائی کی خود ابتدا کرنی جائز نہیں، لیکن اگر وہ شروع کریں یا پھر پہلے سے ہو رہی ہو تو اس کی تکمیل کرنی جائز ہے، اور انہوں نے اہل طائف سے لڑائی کو اسی پر محمول کیا ہے کہ حنین میں لڑائی کی ابتدا تو شوال کے آخر میں شروع ہوئی تھی.

یہ سب کچھ تو اس لڑائی کے متعلق ہے جو دفاعی نہیں یعنی جس میں دفاع مقصود نہ ہو، اس لیے جب دشمن مسلمانوں کے ملك پر حملہ آور ہو تو اس علاقہ کے لوگوں پر دفاع کرنا واجب ہے چاہے حرمت والے مہینے میں ہو یا کسی دوسرے مہینے میں.

العتیرة:

دور جاہلیت میں عرب اپنے بتوں کا قرب حاصل کرنے کے لیے ماہ رجب میں جانور ذبح کیا کرتے تھے.

لیکن جب دین اسلام نے اللہ تعالی کے لیے ذبح کرنے کا حکم دیا تو اہل جاہلیت کا یہ فعل باطل ہو گیا.

فقھاء کرام کا ماہ رجب میں بطور العتیرہ ذبح کیے جانے والے جانور کے حکم میں اختلاف ہے:

جمہور فقھاء یعنی احناف مالکی اور حنبلی فقھاء کے ہاں یہ منسوخ ہے، اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان سے استدلال کیا ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" نہ تو فرع ہے، اور نہ ہی عتیرہ "

اسے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے.

اور شافعی حضرات کہتے ہیں کہ یہ منسوخ نہیں بلکہ انہوں نے عتیرہ کو مستحب قرار دیا ہے، اور ابن سیرین رحمہ اللہ کا قول یہی ہے.

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس کی تائید ابو داود اور نسائی اور ابن ماجہ کی درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے جسے حاکم اور ابن منذر نے صحیح کہا ہے.

نبیشہ بیان کرتے ہیں کہ ایك شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

" ہم دور جاہلیت میں عتیرہ ذبیح کیا کرتے تھے، آپ اس کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بھی مہینے میں ذبح کر لیا کرو.... "

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل اصل میں عتیرہ کو باطل نہیں کیا، بلکہ ماہ رجب میں ذبح کرنا باطل کیا ہے.

ماہ رجب میں روزے رکھنا:

خاص کر ماہ رجب میں روزے رکھنے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ ہی صحابہ کرام سے کی کوئی فضیلت وارد نہیں.

بلکہ اس ماہ میں بھی وہی روزے مشروع ہیں جو دوسرے مہینوں میں مشروع ہیں، مثلا سوموار اور جمعرات اور ایام بیض یعنی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کا روزہ، اور ایك دن چھوڑ کر دوسرے دن کا روزہ رکھنا، اور سرر شہر، اس کے بارے میں علماء کہتے ہیں کہ یہ ماہ کا ابتدا ہے، اور بعض درمیان اور بعض آخر قرار دیتے ہیں.

عمر رضی اللہ تعالی عنہ ماہ رجب میں روزے رکھنے سے منع کیا کرتے تھے کیونکہ اس سے جاہلیت سے مشابہت ہوتی ہے جیسا کہ خرشہ بن حر بیان کرتے ہیں کہ:

" میں نے عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ وہ رجبیوں کے ہاتھوں کو مار رہے تھے حتی کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کھانے میں ڈا لدیے اور عمر کہہ رہے تھے: اس ماہ کی ت وجاہلیت والے تعظیم کیا کرتے تھے "

دیکھیں: الارواء الغلیل (957) علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے.

امام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ماہ مسلسل (یعنی رجب اور شعبان اور رمضان) روزے نہیں رکھے جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں، اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی رجب کے روزے رکھے، اور نہ ہی اسے مستحب قرار دیا.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ " تبيين العجب بما ورد في فضل رجب " میں کہتے ہیں:

" ماہ رجب کی فضیلت میں کوئی بھی ایسی حدیث وارد نہیں جو قابل حجب ہو، اور مجھ سے قبل یہی امام ابو اسماعیل الهروی رحمہ اللہ بھی کہہ چکے ہیں، اور اسی طرح ہم نے ان کے علاوہ دوسروں سے بھی روایت کیا ہے.

اور مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے:

" ماہ رجب میں کسی دن کو روزے کے لیے خاص کرنے کے متعلق ہمارے علم میں تو کوئی شرعی دلیل نہیں ہے "

ماہ رجب میں عمرہ کرنا:

احادیث سے دلیل ملتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رجب میں عمرہ نہیں کیا، جیسا کہ مجاہد کہتے ہیں کہ:

" میں اور عروہ بن زبیر مسجد میں گئے تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے حجرے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان سے دریافت کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کیے تھے ؟

انہوں نے فرمایا: چار عمرے کیے جن میں ایك عمرہ رجب میں تھا، چنانچہ ہم نے انہیں اس کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا.

وہ کہتے ہیں: ہم نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے کمرے سے مسواك کرنے کی آواز سنی (یعنی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا مسواك کر رہی تھیں تو اس کی آواز آئی) عروہ کہنے لگے:

اماں جان اے ام المومنین کیا آپ نے سنا نہیں کہ ابو عبد الرحمن کیا کہہ رہے ہیں ؟

تو عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہنے لگیں: وہ کیا کہہ رہے ہیں ؟

انہوں نے جواب دیا: ابو عبد الرحمن کہہ رہے ہیں: کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے اور ان میں سے ایك عمرہ ماہ رجب میں تھا "

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہنے لگیں: اللہ تعالی ابو عبد الرحمن پر رحم فرمائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنے بھی عمرے کیے تو وہ ہر عمرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی عمرہ رجب میں نہیں کیا "

متفق علیہ.

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ:

" عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی یہ بات ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سن رہے لیکن انہوں نے نہ تو ہاں کہا اور نہ ہی نہ.

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے انکار پر ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی خاموشی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ معاملہ ان پر مشتبہ ہوگیا یا پھر وہ بھول گئے تھے.

اس لیے ماہ رجب کو عمرہ کے لیے مخصوص کرنا نئی ایجاد کردہ بدعت ہے، اور یہ اعتقاد رکھنا کہ ماہ رجب میں عمرہ کرنے کی کوئی فضیلت متعین ہے، اس سلسلہ میں کوئی نص اور دلیل وارد نہیں، اور اس کے ساتھ یہ بھی کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے ماہ رجب میں عمرہ کرنا ثابت نہیں ہے.

شیخ علی بن ابراہیم العطار رحمہ اللہ المتوفی (724 ھـ) کا کہنا ہے:

مجھے یہ علم ہوا ہے کہ اہل مکہ مکرمہ کی عادت ہے کہ ماہ رجب میں وہ کثرت سے عمرہ کرتے ہیں، مجھے تو اس کی کوئی دلیل نہیں ملتی بلکہ حدیث سے یہ ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

" رمضان المبارك میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے "

اور شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ اپنے فتاوی جات میں کہتے ہیں:

" ماہ رجب کے کسی بھی دن کو کسی عمل و زیارت کے ساتھ مخصوص کرنے کی کوئی اصل اور دلیل نہیں ملتی، کیونکہ امام ابو شامہ نے کتاب البدع و الحودث میں یہی فیصلہ کیا ہے کہ:

" جن عبادات کو شریعت نے اوقات کے ساتھ مخصوص نہیں کیا انہیں کسی وقت کے ساتھ متعین نہیں کرنا چاہیے کہ کسی عبادت کی شریعت اسلامیہ نے فضیلت بیان کی یا اس میں سب نیکی کے کام کو افضل قرار دیا تو موقع غنیمت جانتے ہوئے کوئی اور وقت مقرر کر لیا جائے، اس لیے ماہ رجب میں کثرت سے عمرہ کرنے کا انکار کیا ہے " اھـ

لیکن اگر کوئی شخص رجب میں عمرہ کرنے کی فضیلت کا اعتقاد رکھے بغیر ویسے ہی عمرہ کرنے جائے، یا پھر اس لیے کہ اس وقت اسے عمرہ کرنا آسان تھا تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں.

ماہ رجب میں ایجاد کردہ بدعات:

دین میں بدعات کی ایجاد بہت ہی خطرناك چیز ہے، اور یہ چیز کتاب و سنت کے مخالف و منافی ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے گئے تو دین اسلام کی تکمیل ہو چکی تھی.

ارشاد باری تعالی ہے:

{ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے، اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے، اور تمہارے لیے دین اسلام کو دین ہونے پر رضامند ہو گیا }.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس کسی نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس دین میں سے نہیں تو وہ مردود ہے "

متفق علیہ.

اور مسلم کی روایت میں ہے:

" جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے "

کچھ لوگوں نے ماہ رجب میں کئی ایك بدعات ایجاد کر رکھی ہیں جن میں سے چند ایك ذیل میں دی جاتی ہیں:

ـ صلاۃ الرغائب: یہ نماز خیر القرون کے بعد منظر عام پر آئی اور خاص کر چوتھی صدی ہجری میں اسے کچھ کذاب قسم کے افراد نے اسے گھڑا، اور یہ نماز ماہ رجب کی پہلی رات ادا کی جاتی ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" صلاۃ الرغائب ایك بدعت ہے اور اس کے بدعت ہونے پر آئمہ کرام کا اتفاق ہے مثلا امام شافعی امام مالك اور امام ابو

حنیفہ ثوری، اوزاعی لیث وغیرہ کا اتفاق ہے، اس سلسلہ میں مروی حدیث محدثین کے ہاں بالاجماع من گھڑت اور جھوٹی ہے. اھـ

ـ یہ بھی مروی ہے کہ ماہ رجب میں عظیم قسم کے حادثات ہوئے ہیں، اس سلسلہ میں بھی کوئی صحیح روایت نہیں؛ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رجب کی پہلی رات پیدا ہوئے، اور ستاویسویں رجب آپ کو مبعوث کیا گیا.

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ: پچیس رجب مبعوث ہوئے، لیکن اس میں سے کچھ بھی صحیح نہیں ہے.

اور قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ستائیس رجب کو معراج ہوئی "

یہ روایت بھی صحیح نہیں، ابراہیم حربی وغیرہ نے ا سکا انکار کیا ہے، چنانچہ اس ماہ رجب میں ستائیس رجب کو معراج کا قصہ پڑھنا اور معراج کا جشن بھی منایا جاتا ہے.

اور اس رات کو عبادت کے لیے مخصوص کرنا اور دن کو روزہ رکھنا، یا پھر اس دن اور رات میں فرحت و سرور اور خوشی کا اظہار جائز نہیں، اور اسی طرح جشن معراج منانا بھی صحیح نہیں ہے، اور اس کے علاوہ دوسرے جشن منانا جس میں حرام کام مثلا مرد و عورت کا اختلاط اور موسیقی اور گانا بجانا شامل ہوتا ہے یہ سب حرام ہے.

اس پر مستزاد یہ کہ اس تاریخ کو بالجزم نہ تو معراج ہوئی اور نہ ہی اسراء، اور اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو پھر یہ چیز اس جشن کو منانے کے لیے جواز فراہم نہیں کرتی، کیونکہ اس امت کے بہتر ترین لوگ صحابہ کرام سے یہ ثابت نہیں ہے، اور اگر یہ نیکی ہوتی تو صحابہ کرام ہم سے سبقت لے جاتے.

ـ پندرہ رجب کو نماز ام داود ادا کرنا.

ـ فوت شدگان کی روح کی جانب سے ماہ رجب میں صدقہ وخیرات کرنا.

ـ ماہ رجب میں کی جانے والی مخصوص دعائیں، یہ سب من گھڑت اور بدعت ہیں.

ـ خاص کر ماہ رجب میں قبرستان جا کر قبروں کی زیارت کرنا بھی ایك بدعت ہے، کیونکہ سال کے کسی بھی دن قبرستان جایا جا سکتا ہے کوئی مخصوص نہیں کرنا چاہیے.

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی حرمت کی تعظیم کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، اور ظاہری اور باطنی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرنے کی توفیق دے، یقینا اللہ سبحانہ و تعالی اس پر قادر ہے.

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.